آزادیٔ نسواں کا تصوّر: علامہ محمد اقبال کے خیالات و افکار کا تجزیہ

ڈاکٹر محمد رضوان*

ڈاکٹر سلطان محمود**

Abstract

Issue of women's freedom and empowerment is one of the most popular and important issue of the present age. There is difference of opinion on this issue between Islamic and western civilizations. In this perspective it is significant to investigate and analyze the issue in the light of thoughts and views of Allama Mohammad Iqbal, who is considered one of the most prominent poet philosophers of the Muslim world. Iqbal was brought up in an Islamic environment, but he attained highest academic degrees from the west and observed the western culture very keenly. In his poetry and lectures, Iqbal has analyzed the issue of women's rights and freedom in the light of Islamic commandments and his observation of western civilization. The present article is an attempt to analyze the thoughts of Iqbal on this issue. The study is analytical and philosophical in nature. It has used the poetry, speeches and statements of Iqbal as primary sources, while secondary sources have also been utilized in support of the arguments.

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، ایبٹ آباد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، ایبٹ آباد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی۔

علامہ محمد اقبال بیسویں صدی کے ایک معروف شاعر، قانون دان، سیاستدان اور مصنف مانے جاتے ہیں۔ ان کا شمار تحریک پاکستان کی معروف شخصیات میں ہوتا ہے،انہوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن کا تصور پیش کیا۔۱ جہاں علامہ اقبال نے امت مسلمہ کے عروج و زوال، انسان کی تخلیق کا مقاصد اور مقصدِ زندگی سے لے کر امت کی وحدت تک سوئی ہوئی امت کو بیدار کرتے ہوئے مغربی تہذیب کی نظروں کو خیرہ کر دینے والی چمک پر مختلف پہلوؤں سے تنقید کی ہے۔ علامہ اقبال نے عورت کے دائرہ کار کے حوالے سے تہذیبِ مغرب کی تباہ کاریوں، گھریلو حالات پر اثر انداز ہونے، خاندانی نظام کی بربادی اور عورت کی تذلیل کو خوب اچھی طرح واضح کیا۔ وہ عورت کے لیے وہی طرزِ حیات پسند کرتے ہیں جو اسلام نے متعارف کروایا ہے۔۲ بیسویں صدی کے دوسرے اور تیسرے عشرے میں علامہ اقبال مسلمان عورت کو جس چیز کی تباہ کاریوں سے خبردارکرتے نظر آتے ہیں وہ آج کی جدید اکیسویں صدی میں واضح نظر آ رہی ہیں۔ عورت قبل از اسلام ہر تہذیب میں مظلوم رہی ہے۔۳ دنیا کی تاریخ میں سب سے قدیم تاریخ یونان اور روم کی ملتی ہے، جب یہ دونوں تہذیبیں اپنے اپنے ادوار میں عروج تک پہنچیں تو وہاں عورت کو عزت و شرافت، عصمت و عفت کی علامت سمجھا جاتا تھا اور انہیں قانونی حیثیت بھی حاصل تھی۔رفتہ رفتہ ان اقوام پر نفس پرستی اور شہوانیت کا غلبہ شروع ہواتو یہ اقوام زوال کا شکار ہوگئیں اور دوبارہ کبھی بھی نہ اٹھ سکیں۔ ان کے بعد مسیحی دور آیا جہاں عورت کے بارے میں مسیحین کا کہنا تھا کہ:

> ''عورت گناہ کی ماں اور بدی کی جڑ ہے، مرد کے لیے معصیت کی تحریک کا سرچشمہ اور جہنم کا دروازہ ہے۔تمام انسانی مصائب کا آغاز اسی سے ہوا ہے۔ اس کا عورت ہونا ہی اس کے شرمناک ہونے کے لیے کافی ہے۔اس کو اپنے حسن و جمال پر شرمانا چاہیے، کیونکہ وہ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔اس کو دائماً کفارہ ادا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ وہ دنیا اور دنیا والوں پر مصیبت اور لعنت لائی ہے''۔

اس سوچ نے عورت کو اس کی حیثیت سے نیچے گرا دیا تھا جس کے نتیجے میں عورت کو معاشی حیثیت سے بالکل بے بس کر کے مردوں کے قابو میں دے دیا تھا۔ جہاں طلاق

اور خلع کی سرے سے اجازت ہی نہ تھی خواہ حالات کتنے ہی نا موافق ہو۔اس کے علاوہ میاں بیوی میں سے کسی ایک کے مرنے کے بعد دوسرے کو نکاحِ ثانی کا حق حاصل نہیں تھا۔[۴]

مردِ فرنگ

ہزار بار حکیموں نے اس کو سلجھایا
مگر یہ مسئلہِ زن رہا وہیں کا وہیں
قصور زن کا نہیں کچھ اس خرابی میں
گواہ اس کی شرافت پہ ہیں مہ و پرویں
فساد کا ہے فرنگی معاشرت میں ظہور
کہ مرد سادہ ہے بے چارہ زن شناس نہیں[۵]

اس نظم میں مغرب کے معاشرتی نظام کی ایک بنیادی خرابی کی جانب اشارہ ہے کہ عورت کے معاملے میں یورپ کے عوام ہی نہیں وہاں کے اہلِ علم تک بھی افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ عورت خود اپنی ذات میں عزت و شرافت کا پیکر ہے جس پر پوری کائنات گواہی دے رہی ہے۔ اصل قصور تو مغرب کے مرد کا ہے جو عورت کے اس مقام کا ادراک ہی نہ کرسکا۔[۶] یورپ اس وقت مساواتِ مرد و زن کا سب سے بڑا حامی ہے۔لیکن اسی یورپ میں صنعتی ترقی سے قبل عورت مرد کے ظلم وستم کا نشانہ بنی ہوئی تھی، جہاں کوئی مضبوط قانون موجود نہیں تھا جو مرد کے ظلم وستم سے نجات دلا سکے۔ نہ عورت کو مرد کے خلاف کوئی مقدمہ درج کرنے کا حق تھا نہ اپنے اختیار سے کوئی مقدمہ کرسکتی تھی۔[۷] جدید مغربی ممالک کی بنیاد تین عنوانات پہ رکھی گئی ہے:

۱) عورتوں اور مردوں کی مساوات:

آج کے دور میں مساوات کے معنی یہ سمجھ لیے گئے ہیں کہ مرد و عورت انسانی حقوق میں مساوی ہوں،اس کے ساتھ ساتھ عورت بھی معاشرے میں آزاد ہو، اس پر اخلاقی

بندشیں ختم کر دی جائیں اور وہ جہاں چاہے آزادی کے ساتھ گھومے پھرے۔

۲) عورت کا معاشی استقلال

جب عورت نے معاش کے سلسلے میں مرد کی برابری شروع کر دی تو قدیم اصول کہ ''مرد کمائے اور عورت گھر کا انتظام کرے'' بدل کر رکھ دیا، اب عورت اور مرد دونوں کمانے میں لگ گئے ہیں اور گھر کا انتظام بازار کے سپرد ہو گیا ہے۔

۳) مردوں اور عورتوں کا آزادانہ اختلاط:

عورتوں اور مردوں کے آزادانہ اختلاط نے عورتوں میں حسن کی نمائش، عریانی و فواحش کو غیر معمولی ترقی دے دی ہے۔ عورتوں نے ہر شعبے میں ملازمتیں اختیار کر رکھی ہیں ان کے نزدیک ان پر پابندی کا حق کسی کو حاصل نہیں اور جب مرد آزادی سے سب کچھ کر سکتا ہے تو ہم بھی کر سکتی ہیں الغرض مردوں کے مقابلے پہ آنے کے بعد عورت نے ہر میدان میں خود کو منوایا ہے۔ عورت جب گھر سے خوب سج سنور کر نکلی ہے تو رستے میں ہر آنکھ پیاسی بن جاتی ہے جسے بجھانے کے لیے عورت کی ننگی تصاویر، عشقیہ شاعری، افسانوں اور فلموں کا سہارا لیا جاتا ہے اور بعض اوقات لڑکیوں کی بیدردی کے ساتھ آبروریزی بھی کی جاتی ہے''۔[۸]

پردہ

بہت رنگ بدلے سپہرِ بریں نے
خدایا یہ دنیا جہاں تھی ، وہیں ہے
تفاوت نہ دیکھا زن و شو میں میں نے
وہ خلوت نشیں ہے، یہ خلوت نشیں ہے
ابھی تک ہے پردے میں اولادِ آدم
کسی کی خودی آشکارا نہیں ہے[۹]

اگرچہ ظاہر بین نگاہوں میں آج کی دنیا بہت ترقی کر چکی ہے لیکن باطن پر نگاہ

رکھنے والوں کے نزدیک آج بھی دنیا وہیں کی وہیں ہے۔ اس اعتبار سے مردوں اور عورتوں میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے۔ ہردو اپنی اپنی دنیا میں مگن ہیں اور خودی کی پہچان اور ادراک سے محرومی نے دونوں کو ایک طرح کی خلوت نشینی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اور یوں اپنی اصل حیثیت کو نہ پہچان پانے کی وجہ سے آدم کی اولاد ایک پردے کی سی کیفیت میں ہے کیونکہ کسی کی خودی بھی اپنی شناخت بنا نہیں پائی۔۱۰

اقبال کے نزدیک عورت اپنے فرائض کو پردے میں رہ کر بہت بہتر انداز میں کر سکتی ہے۔ اور اسلام بھی عورت کو پردے میں تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔۱۱

اے اولادِ آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لیے جسم کی حفاظت اور زینت کا ذریعہ بھی ہو، اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے شائد کہ لوگ اس سے سبق لیں۔ اے بنی آدم ، ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں پھر اسی طرح فتنے میں مبتلاء کر دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکلوایا تھا اور ان کے لباس ان پر سے اتروا لیے تھے تا کہ ان کی شرم گاہیں ان کے سامنے کھولے۔ وہ اور اس کے ساتھی تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ ان شیاطین کو ہم نے ان لوگوں کا سر پرست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔۱۲

اور جو عورتیں جوانی سے گزر ی بیٹھی ہوں نکاح کی امید وار نہ ہوں وہ اگر اپنی چادریں اتار کر رکھ دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرط یہ کہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں۔ تاہم وہ بھی حیاء داری ہی برتیں تو یہ ان کے حق میں اچھا ہے اور اللہ سب کچھ ہے اور سنتا اور جانتا ہے۔۱۳

اور جب تمہارے بچے عقل کی حد کو پہنچ جائیں تو چاہیے کہ اسی طرح اجازت لے کر آیا کریں جس طرح ان کے بڑے اجازت لیتے رہے ہیں۔ اسی طرح اللہ اپنی آیات تمہارے سامنے کھولتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے۔۱۴

اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا

کرو جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لواور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو، یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ توقع ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے۔ ۱۵

اے نبیﷺ مومن مردوں سے کہو کی اپنی نظریں بچا کہ رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔ اور اے نبیؐ مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کہ رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کہ جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔ اور اپنا بناؤ سنگھار ظاہر نہ کریں مگر ان لوگوں کے سامنے: شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے مملوک، وہ زیرِ دست مرد جو کسی اورقسم کی غرض نہ رکھتے ہوں اور وہ بچے جو ابھی عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوئے ہوں۔ وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کوعلم ہو جائے۔ اے مومنو تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے۔ ۱۶

نبی کی بیویو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلاء کوئی شخص لالچ میں پڑ جائی، بلکہ صاف سیدھی بات کرو۔ اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہلِ بیتِ سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے۔۱۷

اے نبی اپنی بیویوں اور مسلمان عورتوں سے کہہ دو اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں۔ اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پہچانی نہ جائیں گی اور ان کو ستایا نہ جائے گا۔۱۸ اسلام میں پردے کے حوالے سے اخلاقی پہلوؤں کو بھی مدِ نظر رکھا ہے، قرآن کریم میں بھی اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ جب کسی کے گھر جانا ہو تو دروازے پہ دستک دی جائے تا کہ مستورات پردے کا اہتمام بہتر طریقے سے کر سکیں۔۱۹

آج یورپ کی اندھی تقلید میں اسلام کو ہوا سمجھ رکھا ہے جبکہ یورپ میں عورت محض مردوں کی ہوس کا شکار ہے۔۲۰

خلوت

رسوا کیا اس دور کو جلوت کی ہوس نے
روشن ہے نگہ، آئینۂ دل ہے مکدر
بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر
آغوش صدف جس کے نصیبوں میں نہیں ہے
وہ قطرہ نیساں کبھی بنتا نہیں گوہر
خلوت میں خودی ہوتی ہے خود گیر، ولیکن
خلوت نہیں اب دیر و حرم میں بھی میسر۲۱

دورِ حاضر کے اخلاقی دیوالیہ پن کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انسان نے بے پردگی کو اپنا مطمحِ نظر بنا لیا ہے۔ اور اسی لیے اس کے دل سے پاکیزگی ختم ہو گئی ہے اور نظر کے ساتھ فکر بھی پراگندہ ہو گئی ہے۔یورپ نے عورت کو درحقیقت کوئی عزت کا نیا منصب نہیں دیا، بلکہ وہاں کے مردوں نے فریب دے کر اس سے ناجائز فائدے اُٹھانے کی کوششیں کی ہیں۔ دوسری جانب اسلام نے عورت کو تعمیر سیرت کے فریضے میں یکسو کرنے کے لیے مردوں کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے کہ وہ اس کی کفالت کریں اور کمائی کی مشکلات و مشقت سے اسے آزاد چھوڑیں۔ جبکہ یورپی تہذیب نے عورت کو مساوات مرد و زن کے نعرے سے فریب دے کر کارخانوں، دفتروں اور کھیتوں میں بلا کر محنت مزدوری کرا کر عورت کی فطری ذمہ داری سے دور کر کہ اس نازک مخلوق کو کمائی کے جھنجھٹ میں دھکیل دیا ہے۔۲۲ عورت کو صرف مساوات مرد و زن کا فریب ہی نہیں دیا بلکہ اسی مساوات کے نام پر اور آزادی کے نام پر اسے دعوت دی کہ وہ کلب گھروں، رقص گاہوں اور سینما ہالوں کی رونق بھی بنے۔ اسی آزادی کے نام پرعورت کو سڑکوں اور پارکوں میں ننگے اعضاء پھیلانے

کی ترغیب بھی دی۔۲۳ جب کہ اسلام نے عورت کو گھروں میں رہنے کا حکم دیا کہ وہ اپنا آپ محفوظ رکھیں۔ سورہ الاحزاب میں اللہ عورتوں کو حکم دیتا ہے کہ: "اپنے گھروں میں ٹک کر رہواور سابق دورجاہلیت کی سی سج دھج دکھاتی نہ پھرو۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو"۔ ۲۴

عورت

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دروں
شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشت خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا در مکنوں
مکالمات فلاطوں نہ لکھ سکی، لیکن
اسے کے شعلے سے ٹوٹا شرار افلاطوں۲۵

اس کائنات کو اگر ایک تصویر کہا جائے تو عورت اس تصویر میں رنگ جیسی اہمیت رکھتی ہے۔ پاکیزگی اور عزت میں اس کی مٹی بھی جنت سے برتر و بلند ہے۔ اور حقیقت میں شرافت و بزرگی کے تمام مینارہ ہائے نور اسی عورت کی تربیت کے مرہونِ منت ہیں اور اگرچہ تاریخ کے بڑے بڑے فلاسفر اکثروبیشتر مرد ہی رہے ہیں لیکن ان سب کی پہلی درسگاہ اسی عورت کی محبت بھری گود ہی رہی ہے۔عورت کی تعلیم و تربیت کا مقام اس کا اپنا گھر ہے۔ اس لیئے شریعت نے والدین کو اس طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ اس کو حق و باطل میں تمیز کرنا سکھائیں۔ اپنے اہلِ خانہ کی معاشی ضروریات کی فراہمی اور دیگر بیرونِ خانہ امور کی انجام دہی میں مرد کے پاس اتنا وقت نہیں بچتا کہ وہ اولاد کی تربیت کما حقہ کرپائے۔ علاوہ ازیں بچے اپنی ماں کی پرورش اور ان کے ساتھ الفت و محبت کی بناء پر ماں کی بات زیادہ توجہ اور لگن سے سنتے بھی ہیں، لہٰذا ماں یعنی عورت ہی وہ مناسب ترین ہستی ہے جو اولاد کی بہترین تربیت کر سکتی ہے۔ تاریخ اس تربیت کے مظاہر سے بھری پڑی ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادرجیلانی رحمہ اللہ کے بچپن کا وہ واقعہ مشہور و معروف ہے کہ اپنی والدہ کی تربیت

کے نتیجے میں انہوں نے ڈاکوؤں کے سردار کو سچ سچ بتا دیا کہ انہوں نے پیسے کہاں چھپا رکھے ہیں اور یہ کہ ان کی والدہ نے ان کو جھوٹ بولنے سے منع فرمایا تھا اس لیئے وہ بتا رہے ہیں۔ اس تربیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ڈاکو اور اس کا پورا گروہ آئندہ کے لیئے ڈاکہ زنی سے ہی تائب ہو گیا۔ ۲۶

عورت کی حفاظت

اک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نے پردہ، نہ تعلیم، نئی ہو کہ پرانی
نسوانیتِ زن کا نگہباں ہے فقط مرد
جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا
اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد۲۷

عورت کے تحفظ کے کھوکھلے مغربی نعروں کے مقابلے میں دینِ اسلام نے ایک انتہائی جاندار تحفظ اسے عطا کیا ہے۔لیکن مغرب کی اندھی تقلید کرنے والوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آنے کی۔۲۸ کوئی پردہ، کوئی نئی یا پرانی تعلیم نہیں بلکہ خود مرد کی غیرت و ہمت ہی عورت کو بہترین تحفظ فراہم کر سکتے ہیں۔۲۹ یہ وہ بنیادی اور سامنے کی حقیقت ہے کہ اگر کسی بھی انسانی گروہ یا معاشرے نے اس کا ادراک نہ کیا تو اس کو زوال سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ ۳۰

کسی بھی معاشرے کی تہذیب، اقدار و روایات، مزاج اوراٹھان عورت کے ہاتھوں تشکیل پاتی ہے۔عور ت کے اندر اللہ نے یہ خوبی رکھی ہے کہ وہ نسلوں کی آبیاری کرے،۳۱ اسلامی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت فاطمہؓ اور بہت سی مسلمان خواتین ہیں جنہوں نے معاشرے کے بناؤ میں اہم کردار ادا کیا نہ صرف یہ بلکہ قانون سازی میں بھی کلیدی کردار ادا کیا۔ ۱۹۴۵ء میں اقوام متحدہ نے وجود میں آتے ہی انسانی حقوق اور خواتین کے حقوق کے کمیشن تشکیل دیا۔ بعد ازاں خواتین کے حقوق کی

مناسبت سے متعدد عالمی کانفرنسیں اور عالمی معاہدے تشکیل دیے گئے۔ دسمبر ۱۹۷۹ء میں خواتین کو استحصال سے نجات دلانے کا معاہدہ طے کیا گیا جس کے تحت عورت کے خلاف امتیازی سلوک و قوانین کے خاتمے اور عورت کو معاشی، سماجی، آزادی، اسقاطِ حمل اور شادی ختم کرنے کے یکساں اختیارات جیسے حقوق شامل ہیں۔ اس معاہدے کی بنیاد انصاف کے بجائے مساوات پر رکھی گئی ہے۔پھر یہ کہ پہلے سے قائم تنظیموں اور اداروں نے ان عنوانات کو اپنے ایجنڈوں میں شامل کر لیا، اس کے ساتھ ساتھ بہت سی نئی این جی اوز (نان گورنمنٹل آرگنائزیشن) کو یہ ایجنڈا دے کر ترقی پذیر ممالک میں سرگرمِ عمل کیا گیا۔۹ فروری۲۰۰۲ء کونیویارک میں ہونے والے یونائیٹڈنیشنز ویمن کے ایگزیکٹوبورڈ کے پہلے عمومی اجلاس میں یونائیٹڈ نیشنزویمن ایگزیکٹو ڈائریکٹر نے اپنے کلیدی خطاب میں کہ:

''ہمارا ۲۰۰۳ء تک کے لیے مرکزی ایجنڈا جنسی تفریق سے بالا تر مساوات اور خواتین کی خودمختاری کا ہوگا۔''۳۲

خواتین پر تشدد کا بل

۵۲ فروری ۲۰۰۲ء کو پنجاب اسمبلی نے خواتین پرتشدد سے تحفظ کا بل منظور کیا گیا۔ اس بل کے اہم نکات درج ذیل ہیں

تشدد کی شکار خاتون کو گھر سے بے دخل نہیں کیا جا سکے گا۔

اس کے تمام اخراجات مرد اُٹھائے گا۔

خاتون پر تشدد کرنے والے مرد کو گھر سے ۲ دن کے لیے نکالا جا سکے گا۔

عورتوں پر تشدد کرنے والے مردوں کو عدالتی حکم پر ٹریکنگ کڑے لگا ئے جائیں گے اور ٹریکنگ سسٹم اُتارنے پر مردوں کو سزا دی جائے گی۔

گھریلو تشدد کا شکار ہونے والی خواتین کے تحفظ کے لیے شیلٹر ہوم بنائے جائیں گے جن میں متاثرہ خواتین اور بچوں کو آنے اور جانے کی سہولت فراہم کی جائے گی۔۳۳

عورت ، سماجی تبدیلیاں اور ذمہ داریاں:حضرت خدیجہؓ، ہماری رول ماڈل

مارچ کا مہینہ شروع ہوتے ہی اقوامِ عالم میں عورتوں کے حقوق، مساوات اور آزا ئ نسواں کے نعرے بلند ہونا شروع ہو جاتے ہیں، اخبارات میں خصوصی صفحات شائع ہونے لگتے ہیں،سول سوسائٹی اور این جی اوز بڑے بڑے ایوانوں میں کانفرنسیں اور سیمینار منعقد کرواتی ہیں، حکومت کے تعاون سے کروڑوں روپے خرچ کیے جاتے ہیں لیکن ان پروگراموں میں جن خواتین کے حق میں بڑھ چڑھ کر بولا جا رہا ہوتا ہے وہ خواتین ان سب باتوں سے ناواقف ہوتی ہیں، جن کی قسمت بدلنے کے بلند و بانگ دعوے کیے جا رہے ہوتے ہیں وہ غریب ، مظلوم و بے بس خواتین زندگی کی سہولیات اور انصاف ملنے کے لیے تڑپتی رہ جاتی ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ان بڑی بڑی کانفرنسوں اور سیمینار میں مدر ٹریسا کو مثالی عورت کے طور پر پیش کرنے کے بجائے حضرت خدیجہؓ کو مثالی نمونے کے طور پر پیش کیا جائے کہ جنہوں نے خود اپنے لیے نبی پاکﷺ کا انتخاب کیا اور پوری وفاداری کے ساتھ تمام فرائض ادا کیے۔ ۳۴

آں دُخِ رستاق زادے جاہلے
پست بالائے سطبرے بدگلے
ناتراشے پرورش نادادہ
کم نگاہ ہے کم زبانے سادہ
ملت ارگیرد زِ آغوش بدست
یک مسلمانِ غیور و حق پرست
ہستئی ما محکم از آلامِ است
صبحِ ماعالم فروز از شامِ اوست
واں تہی آغوش نازک پیکرے
خانہ پرورِدِ نگاہش محشرے
فکرِ او ازتابِ مغرب روشن است

ظاہرش زن باطنِ اُو نازن است
بندہائے ملت بیضا گسیخت
تازِ چشمش عشوہ ہاحل کردہ ریخت
شوخ چشم و فتنہ زا آزادیش
از حیا نا آشنا یکے اختر نتافت
علمِ اوبارِ امومت برنتافت
برسرِ شامش یکے اختر نتافت
ایں گل از بستانِ ما نارُستہ بہ
داغش از دامانِ ملت شستہ بہ

علامہ اقبال کے نزدیک ایک جاہل ، سادہ اور بدشکل دہقانی لڑکی جو غیرت مند، حق پرست اور طاقت ور مسلمان بچے پیدا کرتی ہے، اُس خوبصورت عورت سے بہتر ہے جو تعلیم یافتہ تو ہے مگر اُس کی نسوانیت اور شرم و حیا مر چکی ہے۔ بظاہر وہ عورت تو ہے مگر اس کے افکار اور رہن سہن کے طرز نے اسے اندر سے مرد بنا دیا ہے۔ وہ اپنے حقیقی فرائض کی انجام دہی سے گریز کرتی ہے اور مرد کی نقالی کو اس نے اپنا شعار بنا لیا ہے۔ایسی عورت کا داغ دامانِ ملت سے دُھل ہی جائے تو بہتر ہے۔ علامہ اقبال نے مغربی تہذیب کے تباہ کن اثرات کا پردہ چاک کیا ہے، جہاں صنفِ نازک کو بے راہ روی ، آزادانہ اختلاط، بے حیائی اور بدکاری کے چوراہے پہ لا کھڑا کر دیا ہے۔[۳۵]

آزادیٔ نسواں

اس بحث کا کچھ فیصلہ میں کر نہیں سکا
گو خوب سمجھتا ہوں کہ یہ زہر ہے، وہ قند
کیا فائدہ ، کچھ کہہ کے بنوں اور بھی معتوب
پہلے ہی خفا مجھ سے ہیں تہذیب کے فرزند
اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش

مجبور ہیں، معذور ہیں، مردانِ خرد مند
کیا چیز ہے آرائش و قیمت میں زیادہ
آزادء نسواں کہ زمرد کا گلوبند۳۶

مغربی افکار کی یلغار نے لوگوں کے ذہنوں کو اتنا مرعوب کر دیا ہے کہ وہ اپنے نفع و نقصان سے ہی بے خبر ہو گئے ہیں۔ اس صورتِ حال میں اگر ان کو ان کی اپنی بھلائی کی بات بھی بتائی جاتی ہے تو وہ الٹا اس کا برا مناتے ہیں۔ ایسے میں اگر خود عورت ہی تھوڑا عقل سے کام لے تو اس کو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جائے گی کہ اس کے حق میں بہتر یہی ہے کہ وہ آزادی کے ان دل فریب نعروں سے مرعوب ہو کر اپنی اصل پناہ گاہ یعنی گھر کی چاردیواری کو ترک نہ کرے۔ کیونکہ خود غرض اور ہوس پرست مرد اسے اپنی اغراض کی خاطر گھر کی اس چاردیواری سے باہر نکالنا چاہتے ہیں جبکہ حقائق سے آگاہ لوگ اتنے مجبور ہیں کہ وہ عورت کو اس کے اصل با عزت مقام کی اہمیت سمجھانے سے قاصر ہیں۔۳۷

عورت اور اسلام:

اسلام سے پہلے عورت کی تاریخ مظلومی اور محکومی کی تاریخ تھی۔ بازاروں میں جانوروں کی طرح ا س کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ اس کی کوئی ذاتی حیثیت نہ تھی۔ بلکہ وہ مرد کی تابع اور غلام تھی۔ چھٹی صدی عیسوی میں حضرت محمدؐ کا اعلانِ نبوت انسانی تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ تھا جس نے عورت کی محکومی کے خلاف پرزور آواز بلند کی۔جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کسی میں یہ ہمت نہیں کہ عورت کی قبل از اسلام والی حیثیت کو صحیح اور برحق کہہ سکے۔ قرآن نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔۳۸

> "اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے۔ اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے"۔ ۳۹

سیاسی محاذ پر:

اسلام کے دوراول کی مسلمان خواتین اعلیٰ سیاسی مناصب پر نظر نہیں آتیں لیکن وہ سیاست سے غیر متعلق بھی نہیں رہیں۔ انہوں نے اپنے دور کے سیاسی حالات پر نظر رکھی اور اسلامی ریاست کے تحفظ کے لیئے جدوجہد کی اور قربانیاں بھی دیں۔ خلفاء اور امراء کو مشورے دیئے اور نصیحتیں بھی کیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کیساتھ جنگوں میں شریک بھی ہوئیں اور مختلف پہلوؤں سے انکی مدد بھی کی۔ جیسے لیلیٰ الغفاریہؓ نبیؐ کے ساتھ غزوات میں نکلتی تھیں، زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں اور مریضوں کی دیکھ بھال کرتیں۔

حضرت معاویہؓ نے حضرت عائشہؓ کو لکھا کہ مجھے ایک مختصر سی نصیحت کیجئے۔ حضرت عائشہ نے یہ نصیحت لکھ بھیجی، ''جو شخص لوگوں کو ناخوش کر کے اللہ کی رضا تلاش کرے لوگ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے انسانوں کے شر سے بچالیتا ہے) لیکن جو شخص اللہ کو خفا کر کے لوگوں کی رضا ڈھونڈے تو اللہ اسے انہی کے حوالے کر دیتا ہے۔(اور وہ جس طرح چاہتے ہیں اس پر حکومت کرتے ہیں)''۔

ایک سوال

کوئی پوچھے حکیمِ یورپ سے
ہند و یوناں ہیں جس کے حلقہ بگوش
کیا یہی ہے معاشرت کا کمال
مرد بے کار و زن تہی آغوش[41]

یورپ کے ماہرینِ معاشرت ، کہ جن کی اندھی تقلید میں ہندوستان اور یونان جیسی قدیم تہذیبی شناخت رکھنے والی اقوام بھی اپنی تہذیبی اقدار و روایات سے ہاتھ دھو بیٹھی ہیں، یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ آخر ان کی اختیار کردہ طرزِ معاشرت بس اسکے علاوہ اور کیا کشش اپنے اندر رکھتی ہے کہ عورت کو زبردستی معاشی سرگرمیوں میں مشغول کر کے اس کے اصل کام یعنی پرورش و تربیتِ اولاد سے بھی محروم کر دیا اور خود مرد بھی کسی کام کے نہ

رہے۔اس معاملے میں اسلام نے تین باتوں کو بطورِ خاص ملحوظ رکھا ہے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے ان کو اس ترتیب سے بیان کیا ہے۔

''۱۔ مرد کو جو حاکمانہ اختیارات محض خاندان کے نظم کی خاطر دیئے گئے ہیں ان سے ناجائز فائدہ اٹھا کر وہ ظلم نہ کر سکے اور ایسا نہ ہو کہ تابع و متبوع کا تعلق عموماً لونڈی اور آقا کا تعلق بن جائے۔

۲۔ عورت کو ایسے تمام مواقع بہم پہنچائے جائیں جن سے فائدہ اٹھا کر وہ نظامِ معاشرت کی حدود میں اپنی فطری صلاحیتوں کو زیادہ سے زیادہ ترقی دے سکے۔ اور تعمیر تمدّن میں اپنے حصے کا کام بہتر سے بہتر انجام دے سکے۔

۳۔ عورت کے لیئے ترقی اور کامیابی کے بلند سے بلند درجوں تک پہنچنا ممکن ہو۔ مگر اس کی ترقی اور کامیابی جو کچھ بھی ہو عورت ہونے کی حیثیت سے ہو۔ مرد بننا تو اس کا حق ہے نہ مردانہ زندگی کے لیئے اس کو تیار کرنا اس کے لیئے اور تمدن کے لیے مفید ہے، اور نہ مردانہ زندگی میں وہ کامیاب ہوسکتی ہے''۔[۴۲]

عورت اور تعلیم

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگ امومت
ہے حضرت انساں کے لیے اس کا ثمر موت
جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی نا زن
کہتے ہیں اسی علم کو اربابِ نظر موت
بیگانہ رہے رہے دیں سے اگر مدرسہ زن
ہے عشق و محبت کے لیے علم و ہنر موت[۴۳]

علامہ اقبال ایسے علم کو وبالِ جان سمجھتے ہیں جو عورت کو مرگِ امومت کا سبق دے اور جس کی تاثیر سے عورت ، ناعورت بن جائے اور یوں اپنی اقدار کو خاک میں ملائے۔[۴۴] اسلام نے عورت کے اندر حصولِ علم کی پیاس پیدا کر دی تھی۔ اس کی تسکین چند عام ذرائع سے نہیں ہوسکتی تھی، اس لیئے کبھی کبھی حضورؐ انکے استفادے کیلیئے علیحدہ مواقع عطا فرماتے

تھے۔ حضرت ابوسعیدخدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، "عورتوں نے نبیؐ سے کہا کہ آپؐ کے دربار میں ہمیشہ مردوں کا ہجوم رہتا ہے، اس وجہ سے ہم استفادہ نہیں کر پاتیں۔ لہٰذا آپ ہمارے لیئے ایک الگ دن مقرر فرما دیجیئے۔ چنانچہ آپؐ ایک دن مقرر کر کے انکے پاس تشریف لے گئے اور وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں نیک کاموں کا حکم دیا"۔ خواتین کو دین و دنیا کی تعلیم سے آراستہ کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔

معاشی حقوق:

اسلام کے مقابلے میں دیگر نظام ہائے زندگی میں عورت کو معاشی حیثیت سے کمزور کیا ہے۔ یہی کمزوری ان تہذیبوں میں عورت کی غلامی کا سبب بنتی رہی ہے۔ یورپ نے عورت کی اس حیثیت کو بدلنے کی کوشش میں مساواتِ مردو زن کا بظاہر پرکشش نعرہ لگایا، لیکن نتیجتاً اسے محض ایک اضافی کمانے والے فرد کی حیثیت ہی دے پایا۔ یوں یہ ایک بدتر خرابی کا باعث بن گیا یعنی مساوات کیا قائم ہوتی، الٹا خاندانی نظام ہی اپنی بنیادوں سے محروم ہو گیا اور بالآخر ختم ہو کر رہ گیا۔[۴۶] اس کے علی الرغم اسلام نے ایک اعتدال کا راستہ دکھلایا اور عورت کو وہ حقوق عطا کیئے جس کا دیگر مذاہب یا تہذیبوں میں کوئی تصور تک نہیں پایا جاتا۔ مثلاً معاشی ذمہ داری کلی طور پر مرد پر ڈالی، وراثت کے وسیع حقوق عطا کیئے جو نہ صرف اپنے والد بلکہ دیگر قرابت داروں کی بھی وارث قرار پائی، شوہر سے مہر کا حق بھی وہ رکھتی ہے اور ان تمام ذرائع سے حاصل شدہ مال و جائیداد کے مکمل مالکانہ حقوق اور تصرف کے اختیارات بلا شرکتِ غیرے اسے حاصل ہیں۔ [۴۷]

ان حاصل شدہ حقوق کی بدولت اسلام نے عورت کو اس قدر مستحکم معاشی حیثیت دے دی ہے کہ بسا اوقات وہ اپنے شوہر اور دیگر قریبی رشتہ داروں کی نسبت زیادہ مالدار ہوتی ہے۔

پاکستانی معاشرے کو پاک رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ قرآنی تعلیمات کو فروغ دیا جائے۔ کیونکہ یہ تعلیمات محض نظری نہیں ہیں بلکہ ان پر عمل ہو چکا ہے اور دنیا نے اس

کے اثرات اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں، اسلامی نظامِ معاشرت کو قبول و اختیار کرنے میں ہی عورت کا تحفظ اور ملک کی بقاء ہے، انہیں کی بدولت معاشرے سے گندگی کو دور کیا جا سکتا ہے اور پاکیزگی قائم کی جا سکتی ہے۔[٤٨]

حاصل کلام:

علامہ اقبال نے عورت کے حوالے سے جن خدشات کا اظہار کیا تھا آج اس کے اثرات پاکستانی معاشرے میں نظر آ رہے ہیں، آزادء نسوانیت کے نتیجے میں خواتین اپنا وقار، مقام، عزت اور احترام کھو چکی ہیں۔ آج کی عورت اس بات کو ماننے اور سمجھنے سے انکاری ہے کہ گھر اور گھر کی چار دیواری اس کے لیے بہترین پناہ گاہیں ہیں۔ یہی وہ بات ہے جسے اسلام بھی پسند کرتا ہے اور اسی میں نسلوں کی بقاء بھی ہے۔ علامہ اقبال عورت کی تعلیم و تربیت کو خاص اہمیت کی نگاہ سے اسی لیے دیکھتے ہیں کہ اللہ نے عورت کے ذمے نسلوں کی تربیت کا فرض عائد کیا ہے، عورت یہ فرض تبھی ادا کر سکتی ہے کہ جب وہ معاشی ذمہ داریوں کے بوجھ سے آزاد ہو گی۔

حوالہ جات

1- http//:www.dawnnews.tv/news/1012056 (Accessed on 3 August, 2016)

٢۔ مولانا سید حسن علی ندوی، *نقوشِ اقبال*، کراچی: نوید پرنٹرز۔١٩٨٣ء، ص٨٨٢۔

٣۔ الطاف حسین، اقبال اور اسلامی معاشرہ، لاہور: موڈ پرنٹرز۔١٩٩١ء، ص٨٤١۔

٤۔ سیدابوالاعلیٰ مودودی، *پردہ*، لاہور: حیدری پرنٹر۔٢٠٠٥ء، ص ص٤١-٤٢۔

٥۔ علامہ اقبال، *کلیاتِ اقبال*، لاہور: استقلال پریس،١٩٩٠ء، ص ٤٠٦۔

٦۔ سید یونس شاہ، *اقبال کا پیغام عورت کے نام*، *مکالماتِ اقبال*، لاہور: فرحان پبلشرز، ٢٠١٣ء، ص ٨٥١۔

٧۔ جلال الدین عمری، *عورت اسلامی معاشرے میں*، لاہور: عرفان افضال پریس، ١٩٦٢ء، ص١١۔

٨۔ سیدابوالاعلیٰ مودودی، پردہ، لاہور: حیدری پرنٹر٢٠٠٥ء، ص ص٤٢-٤٧۔

۹۔ علامہ اقبال، *کلیاتِ اقبال*، لاہور: استقلال پریس۔۱۹۹۰ء، ص۵۰۶۔
۱۰۔ مولانا سید حسن علی ندوی، *نقوشِ اقبال*، کراچی: نوید پرنٹرز۔۱۹۸۳ء،ص۸۲۔
۱۱۔ سعید جعفری، *اقبال کی نگاہ میں عورت کی حثییت*، اقبالیات کے نقوش،لاہور: ابراہیم سنز پرنٹرز۔۱۹۷۷ء، ص۸۱۲۔
۱۲۔ سیدابوالاعلیٰ مودودی، مترجم *تفہیم القرآن* (الاعراف: ۶۲-۷۲)
۱۳۔ ایضاً(النور:۰)
۱۴۔ ایضاً (النور: ۹۵)
۱۵۔ ایضاً (النور: ۷۲)
۱۶۔ ایضاً (النور:۰۳-۳)
۱۷۔ ایضاً (الاحزاب: ۲۳-۳۳)
۱۸۔ ایضاً (الاحزاب: ۹۵)
۱۹۔ مولانا محمد عثمان منیب، مترجم، *خواتین کے لیے۸۰ احکام قرآن*، لاہور: دارلسلام،۲۰۰۹ء، ص۱۹۱۔
۲۰۔ مولا نا سمیع الحق، مترجم، *دعواتِ حق*، لاہور: عالمین پبلیکیشنز پریس، ص۰۸۲۔
۲۱۔ علامہ اقبال، *کلیاتِ اقبال*، لاہور: استقلال پریس۔۱۹۹۰ء،ص ص۵۰۶-۶۰۶۔
۲۲۔ ابوالکلام آزاد، مترجم، *مسلمان عورت*، لاہور: داتا پبلشرز،۱۸۷۸ء، ص ۱۷۴۔
۲۳۔ نعیم صدیقی، *عورت معرضِ کشمکش میں*، لاہور: رہبال پرنٹنگ پریس۔ ۲۰۰۹ء،ص ص۲۸-۳۸
۲۴۔ سیدابوالاعلیٰ مودودی، مترجم، *تفہیم القرآن* (الاحزاب: ۳۳)
۲۵۔ علامہ اقبال، *کلیاتِ اقبال*، لاہور:استقلال پریس۔ ۰۹۹۱ص ۶۰۶۔
۲۶۔ محمد یوسف اصلاحی، *حسنِ معاشرت*، لاہور: رشید پرنٹرز،۲۰۱۰ء،ص ص۲۰۸-۲۱۲۔
۲۷۔ علامہ اقبال، *کلیاتِ اقبال*، لاہور:استقلال پریس،۱۹۹۰ء،ص ص۶۰۷-۸۰۶۔
۲۸۔ سعید جعفری، *اقبال کی نگاہ میں عورت کی حثییت*، اقبالیات کے نقوش،لاہور: ابراہیم سنز پرنٹرز،۱۹۷۷ء، ص۸۱۲۔
۲۹۔ نیاز فتح پوری، *صحابیات*، کراچی: نفیس پرنٹرز،۱۹۷۸ء، ص۲۲۔

30- http//:tarjumanulquran.org/site/publication_detail/823(Accessed on 3 August, 2016)

۳۱۔ ابوالکلام آزاد، مترجم، *مسلمان عورت*، لاہور: داتا پبلشرز،۱۰۷۸ء، ص۱۷۴۔
۳۲۔ عابدہ فرحین، *''عورت، سماجی تبدیلی اور ذمہ داریاں''* ترجمان القرآن،۲۰۱۶ء،ص ص۱۷-۲۷۔
۳۳۔ روزنامہ جنگ،۲۵فروری۲۰۱۶ء۔

۳۴۔ سمیحہ راحیل، *حضرت خدیجۃ الکبریٰ، ہماری رول ماڈل*، خواتین میگزین، ۲۰۱۵ء، ص۳۔
۳۵۔ طالب ہاشمی، *تذکارِ صحابیات*، لاہور: علی اعجاز پرنٹرز، ۲۰۱۱ء، ص ص۹۲-۹۳۔
۳۶۔ علامہ اقبال، *کلیاتِ اقبال*، لاہور: استقلال پریس، ۱۹۹۰ء، ص ص ۶۰۷۔
۳۷۔ نیاز فتح پوری، *صحابیات*، کراچی: نفیس پرنٹرز، ۱۹۷۸ء، ص۲۲۔
۳۸۔ جلال الدین عمری، *عورت اور اسلام*، لاہور: علی اعجاز پرنٹرز، ۲۰۱۳ء، ص ص۷-۸۔
۳۹۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، مترجم۔ *تفہیم القرآن*(النساء:)
۴۰۔ جلال الدین عمری، *عورت اور اسلام*، لاہور: علی اعجاز پرنٹرز، ۲۰۱۳ء، ص ص۱۹-۳۹۔
۴۱۔ علامہ اقبال، *کلیاتِ اقبال*، لاہور: استقلال پریس، ۱۹۹۰ء، ص ص۴۰۶-۵۰۶۔
۴۲۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، *پردہ*۔ لاہور: حیدری پرنٹر، ۲۰۰۵ء، ص ص۲۰۲-۲۰۷۔
۴۳۔ علامہ اقبال، *کلیاتِ اقبال*، لاہور: استقلال پریس، ۱۹۹۰ء، ص۸۰۲۔
۴۴۔ سید یونس شاہ، ''*اقبال کا پیغام عورت کے نام*'' مکالماتِ اقبال(لاہور: فرحان پبلشرز، ۲۰۱۳ء) ص ۶۵۱
۴۵۔ الطاف حسین، *اقبال اور اسلامی معاشرہ*، لاہور: موڈ پرنٹرز، ۱۹۹۱ء، ص۳۴۱۔
۴۶۔ بنت الاسلام، *حقوق العباد*، لاہور: اللہ والا پرنٹرز، ۲۰۱۰ء، ص ص ۴۷۱-۵۷۱۔
47- http //:tarjumanulquran.org / site / publication_detail / 865(Accessed on 3 August, 2016)
۴۸۔ محمد رضی الاسلام ندوی، ''اسلام۔عصمتِ نسواں کا محافظ'' *ترجمان القرآن*''(۲۰۱۴ء) ص۴۷

☆☆☆

New Publication of NIHCR

The Dawn of New Era in Khyber Pakhtunkhwa: Abdul Qaiyum Khan Chief Ministership 1947-53

by

Syed Minhajul Hassan

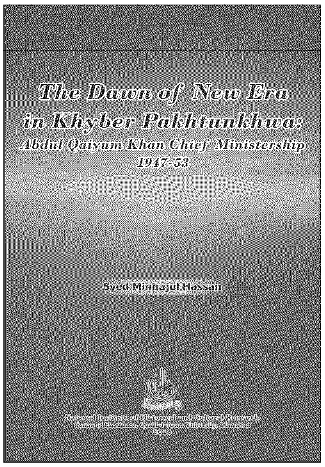

About the Book

The book is an addition to the scarce knowledge about the history and politics of Khyber Pakhtunkhwa after the creation of Pakistan. Most of the books, written on the history of Khyber Pakhtunkhwa, deal with the pre-partition era. This book is focused on the administration and politics of Abdul Qaiyum Khan when he was the Chief Minister of the province from 1947 to 1953. Since he came into power immediately after the creation of Pakistan there were so many issues which were not only important but controversial as well.

The author of the book has tried his level best to be impartial about the details of events and political developments of the period although some may not agree with the findings of the author. It is possible because though Abdul Qaiyum Khan was able to nurture love and admiration for his policies from some, he also evoked extreme hatred and criticism for his administration and politics from others. The book is an effort to analyze his rule of the province without any bias or likes and dislikes.

SEND YOUR SUBSCRIPTION NOW

National Institute of Historical and Cultural Research
Centre of Excellence, Quaid-i-Azam University (New Campus)
PO Box No. 1230, Islamabad - Pakistan.